درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی کراھیة القران بین التمرتین

دو کھجوروں کو ملا کر کھانا مکروہ ہے

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابو احمد الزبیری وعبید الله عن الثوری عن جبلة بن سحیم عن ابن عمر قال نهی رسول الله ﷺ ان یقرن بین التمرتین حتی یستاذن صاحبه. وفی الباب عن سعد ولی ابی بکر هذا حدیث حسن صحیح.

ترجمہ : ہمیں محمود بن غیلان نے روایت کی ان کو ابو احمد الزبیری اور عبید اللہ نے روایت کی انہوں نے سفیان الثوری سے انہوں نے جبلہ بن سحیم سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور ملا کر کھانے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ اُپنے ساتھی سے اجازت جو کھجور کھانے میں ان کے ساتھ شریک ہے۔ اس باب میں سعد مولی ابو بکر سے بھی روایت مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تشریح : اس باب میں بھی رسول اللہ ﷺ کھانے نے کا ایک اور ادب بیان فرماتے ہیں کہ جب کھانا ایک نوع کا ہو اور شرکاء زیادہ ہوں تو ایک ساتھ کھانے کی صورت میں ایک ایک دانہ اٹھانا چاہیے دو دو اور تین تین نہیں اٹھانا چاہیے چاہے وہ کھجور ہو یا انگور' اخروٹ یا بادام یا کوئی اور چیز ہو' یہ اسلئے مناسب نہیں اس میں کئی قباحتیں ہیں

(۱) ایک تو حرص اور لالچ پر دلالت کرتا ہے جو عیب ہے۔

(۲) دوم اس میں اپنے ساتھی کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے تو اس میں غبن اور غصب آتا ہے جو کہ نا جائز نہیں اس لئے کہ ساتھی نے دس دانے کھجور کھائے ہونگے اور آپ نے بیس یا تیس کھانے ہوں گے۔

(۳) اس میں تیسرا عیب یہ ہے کہ جب انسان کو بہت زیادہ بھوک لگی ہو اور وہ دو یا تین دانے یا لقمے اکھٹے

کھالے تو ممکن ہے کہ اس کے گلے میں اٹک جائیں۔

یستاذن صاحبه ۔ ہاں اگر اپنے ساتھی سے اجازت لے اور وہ اسکی اجازت دے تو پھر جتنا چاہے ملا کر کھائے۔

اسی طرح آج بھی یہی حکم ہے کہ کئی ساتھی اکٹھے کھانا کھارہے ہیں تو ایک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تمام یا زیادہ گوشت اپنے سامنے ڈالے اور باقی ساتھیوں کے لئے صرف شوربہ چھوڑدے بلکہ اپنے دوسرے ساتھیوں کا خیال بھی رکھنا ضروری ہے 'بلکہ مستحب یہ ہے کہ دوسرے ساتھیوں کو اپنے اوپر ترجیح دے دی جائے۔ اگر چہ اس روایت سے کھجور دو دو ملانے کی کراہت اور ممانعت ثابت ہے مگر تین تین ملانے کا حکم بدرجہ اولی ثابت ہوا اسی طرح یہ حکم صرف کھجور کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر چیز کیلئے ہے کہ جب ساتھی ایک ساتھ کھانا کھاتے ہوں تو ایک ایک دانہ کھانا چاہیے تاہم اگر اکیلے ہو تو جیسے چاہے کھایا کرے۔

حکم قرآن بین التمرتین دو کھجوروں کو ملا کر کھانے کے منع ہونے پر سب علما کا اتفاق ہے البتہ اس کے صفت میں اختلاف ہے کہ آیا یہ نہی حرمت کی ہے یا کراہت اور ادب کی۔ تو اهل ظواہر نے اس کو تحریم پر محمول کیا ہے۔ اور دوسرے اہل علم فقہاء اور محدثین نے کراہت اور سوء ادب پر محمول کیا ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر یہ کھانا سب ساتھیوں کا مشترک ہو تو بدون رضا سب کے (ملا کر کھانا) حرام ہے رضا چاہے صراحتا ہو یا دلالتہ وغیرہ۔ اور اگر کسی ایک کا ہو یا اور لوگ لا چکے ہوں تو صرف ان کی رضا ضروری ہے۔ تاہم اس صورت میں بھی انکے (کھانا لانے والوں) کے علاوہ دوسرے شرکاء سے اجازت لینا بھی مستحب ہے۔ اور اگر کھانا اپنا ہو تو اگر کھانا کم ہو تو دوسروں سے اجازت لینا مناسب ہے تاکہ سوء ظن نہ آجائے۔ اور اگر زیادہ ہو تو پھر ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ مروت یہ ہے کہ اجازت لے لی جائے۔

علامہ خطابیؒ نے اس نہی کو آپ ﷺ کے زمانے سے خاص کیا ہے کیونکہ اس وقت خوراک کی بہت کمی تھی مگر آج کل خوراک کی فراوانی کی وجہ سے اجازت کی ضرورت نہیں 'مگر آپؒ کی یہ بات صحیح نہیں اس لئے اگر کسی کے بھوکا رہنے کا خوف نہیں مگر دوسرے نقائص ضرور ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کو ہوتا ہے خصوص مورد کا نہیں۔

باب ماجاء فی استجاب التمر

کھجور کا پسندیدہ خوارک ہونا

حدثنا محمد بن سہل عن عسکرو عبدالله بن عبدالرحمان قالا حدثنا یحیٰ بن حسان حدثنا سلیمان بن بلال عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشةؓ عن النبی ﷺ قال

بيت لاتمر فيه جياع اهله۔

وفى الباب عن سلمى امراة ابى رافع هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه لا نعرفه من حديث هشام بن عروة الامن هذا الوجه۔

ترجمہ: ہمیں محمد بن سہل نے انہوں نے عسکری اور عبداللہ بن عبدالرحمان سے روایت کی دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن حسان نے اور ان کو سلیمان بن بلال نے اور انہوں نے ہشام بن عروہؒ سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اور آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی چنانچہ آپؐ نے فرمایا کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔

اس باب میں حضرت سلمیٰ زوجہ ابورافع سے بھی روایت مروی ہے یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اس حدیث کو نہیں جانتے مگر ہشام بن عروہ کی سند سے۔

تشریح: اس باب میں جناب رسول اللہ ﷺ کھجور کے ساتھ پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں کہ کھجور کی موجودگی میں کوئی گھر بھوکا نہیں ہوگا۔

کھجور کا درخت دنیا بھر کے اکثر ممالک میں بکثرت پایا جاتا ہے مگر مشرق وسطیٰ' امریکہ اور ایشائی ممالک میں یہ بکثرت ہوتا ہے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں میں یہ درخت موجود ہیں مگر خیرپور' ڈیرہ غازی خان اور ملتان وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ بعض علاقوں میں کھجور کی کئی اقسام کی کاشت بھی کی جاتی ہیں۔

کھجور میں نرومادہ:

کھجور میں دیگر نباتات کی طرح مذکر و مونث بھی ہیں۔ مذکر کھجور پھل نہیں دیتا مگر اس کا دانہ مونث پودوں کو بارآور کردیتا ہے یہ دانے یا تو ہوا کے ذریعے پہنچتے ہیں یا باغبان خود پہنچاتے ہیں۔

کھجور کی عمر:

یہ درخت دوسرے درختوں کی بنسبت زیادہ عمر والا ہوتا ہے یہ تقریباً ۱۵۰ سال تک اس کی عمر ہوتی ہے' اور اس کا پھل گچھوں کی شکل میں ہوتا ہے بعض گچھوں میں ایک ایک ہزار دانے ہوتے ہیں۔

مذاہب اور کھجور:

دنیا میں جتنے بھی مذاہب آسمانی یا خود ساختہ رائج ہیں اکثر میں کھجور کو مقدس مانا گیا ہے' ہندو اس کو اپنے درگاہوں میں پوجا کے لئے رکھتے ہیں۔ عیسائی اپنے تہوار انہی پر مناتے ہیں اور اسلام میں تو اس کی اتنی اہمیت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مسلمان درخت فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کا ذکر موجود ہے۔

تورات اور انجیل میں تقریباً ۴۸ مقامات پر اس کا ذکر آیا ہے۔ احادیث نبویہ ﷺ میں اس کا ذکر اب

گزشتہ ابواب میں پڑھ چکے ہیں۔ حدیث کی دوسری کتابوں مثلاً بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور سنن نسائی وغیرہ میں رسول اللہ ﷺ کا خود خوب شوق سے کھجور کھانے کا ذکر موجود ہے۔ ابن ماجہ میں حضرت بسرؓ کے بیٹے کی روایت ہے: دخل علینا رسو ل الله ﷺ فقد منا زبدا وتمراً وكان يحب الزبد والتمر. کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپکے سامنے کھجور اور مکھن پیش کیا اور آپ ﷺ کو مکھن اور کھجور زیادہ پسند کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے شادی کے موقع پر ولیمہ میں لوگوں کو کھجور ہی کھلاتے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

فدعوت المسلمين الى وليمة امر بالا نطاع فبسطه فالقين عليها التمر والذقد والسمن.

"میں نے مسلمانوں کو ولیمہ کیلئے بلایا جب چمڑے کا دستر خوان بچھایا گیا تو اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا" اسی طرح اور بھی بہت ساری روایات کھجور کی افادیت پر دال ہیں۔

کھجور کے فوائد:

اللہ تعالیٰ نے کھجور کے اندر بے شمار فوائد رکھے ہیں جب کسی کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو بطور گھٹی استعمال کرنا بہت زیادہ مفید ہے۔ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس نوزائیدہ بچوں کو کھجور بطور گھٹی استعمال کراتے تھے۔

حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ فرماتی ہیں جب عبد اللہ بن زبیر قباؔ میں پیدا ہوئے:

فاتيت به رسول الله ﷺ فوضعته فى حجره دعا بتمرة فمضغها ثم تفل فى فيه ثم حنكه ثم دعاله و برك عليه فكان اول مولود ولد فى الاسلام.

میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی اور آپ کی گود میں ڈال دیا آپؐ نے کھجور منگوائی اور اسے اپنے منہ میں چبایا اور پھر اپنا لعاب اور کھجور دونوں بچے کے منہ میں ڈال کر اسکے تالوں پر لگا دیا اور اسے برکت کی دعا کی اور یہ پہلا بچہ تھا جو عہد اسلام میں پیدا ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کئی بچوں کو اسی طرح گھٹی دے چکے تھے 'طب نبویؐ کے ماہرین حکما اور علماء نے اس کے کئی فائدے لکھے ہیں:

☆ نہار منہ کھانے سے پیٹ کے اندر کیڑے مر جاتے ہیں۔

مسند الفردوس میں آپ ﷺ کی روایت ہے کہ كلوا التمر على الريق فانه يقتل الدود کہ تم نہار منہ کھجور کھایا کریں یہ کیڑوں کو قتل کر دیتا ہے۔

☆ روایت سے ثابت ہے کہ جذام کیلئے بھی کھجور مفید ہے رسول کریمؐ نے خود جذامی کیلئے تجویز کئے تھے۔

☆ دل کے دورہ کیلئے بھی فائدہ مند ہے۔ ابو داؤد میں آپ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا واقعہ دورہ قلب میں پڑھ چکے ہوں گے۔ آپؐ نے اس کیلئے کھجور ہی تجویز فرمائی تھی۔

☆ چونکہ اس کی طبیعت گرم ہے اسلئے حیض و نفاست کے ایام میں بھی فائدہ مند ہیں۔

☆ کھجور کی گھٹلی جب جلا کر دانتوں پر ملی جائے تو دانت کی صفائی کیساتھ ساتھ اسکی بدبو بھی ختم ہو جاتی ہے

☆ کھجور کے کھانے سے بدن میں قوت آتی ہے اور صفرائی مرض جو کمزوری کی وجہ سے پیدا ہو چکی ہو تو اس کے دور کرنے میں مفید ہے۔

☆ اسی طرح قوت باہ اور جسمانی قوت کے لئے بھی ایک مفید خوراک ہے۔

☆ کھجور کے درخت سے جو گوند نکلتا ہے یہ آنتوں گردوں اور پیشاب کی نالیوں میں سوزش ہوتی ہے اس کے استعمال سے تکلیف ختم یا کم ہو جاتی ہے۔

☆ کھجور کے کھانے سے پرانی قبض دور ہو جاتی ہے اسی طرح تپ دق کے مرض میں مبتلا شخص کیلئے کار آمد ہے۔

تو اس باب میں کھجور کی فضیلت اور اس کا پسندیدہ ہونا بیان ہو رہا ہے اس لئے کہ استحباب کا تعلق افعال و اعمال سے ہوتا ہے جبکہ کھجور کوئی عمل نہیں کہ ہم اس کو فرض یا واجب یا مستحب کہیں۔ اشیاء کے ساتھ ان کا تعلق نہیں ہوتا لیکن یہاں استحباب التمر سے مراد معنی شرعی نہیں بلکہ استحباب لغوی یعنی محبوب بنانا مراد ہے تو گویا باب کا مطلب کھجور کی افضلیت اور اس کا محبوب ٹھہرایا جانا ہے۔ اگر کسی کے گھر میں گندم مکئی یا آٹا وغیرہ اور دوسری اشیا کھانے پینے کی نہ ہوں مگر صرف کھجور کی ایک بوری پڑی ہے تو یہ بھی رزق الٰہی ہے۔ اس پر شکر ادا کرنا چاہیے ناشکری مناسب نہیں۔

الغرض کھجور بھی ایک قسم کی خوراک ہے کسی گھر میں یہ بھی نہ ہوں تو اس گھر والے بھوکے کہلا سکتے ہیں ورنہ نہیں اسی طرح اس باب سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس گھر میں دوسرے بہت ساری اشیاء خوردنی ہوں لیکن کھجور بھی برکت کے لئے گھر میں ہونے چاہیے۔

بیت لاتمر فیہ جیاع اھلہ:

اس روایت کا مطلب یہ نہیں کہ جس گھر میں کھجور نہ ہو اور باقی بہت ساری نعمتیں مثلاً گندم مکئی وغیرہ موجود ہو تو وہ گھر والے بھوکے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو باقی نعمتیں نہیں دی ہیں اور ان کے گھر میں کھجور بھی نہیں تو یہ لوگ اپنے آپ کو بھوکے کہہ سکتے ہیں اور اگر دوسری نعمتیں نہ ہوں اور صرف

کھجور ہو تو اپنے آپ کو بھوکے نہیں کہہ سکتے۔

اسی طرح جب کسی ملک میں صرف کھجور ہی موجود ہوں اور باقی اشیاء نہ ہوں تو وہ ملک کھانے کے معاملے میں خود کفیل ہے 'قحط زدہ نہیں۔ اسی طرح ایک گھر میں صرف گندم ہو اور باقی اشیاء نہ ہوں تو وہ گھر والے بھوکے نہیں کہلا سکتے اور اگر کسی گھر یا ملک میں صرف مکئی موجود ہو تو وہ لوگ بھی بھوکے نہیں۔

لہذا باب کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی گھر یا ملک میں کوئی ایک نعمت خداوندی موجود ہو تو اس کے باشندے اپنے آپ کو بھوکا نہ کہیں بلکہ قناعت کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اس میں قناعت شعاری کی تلقین ہے 'باب کی روایت کھجور کا ذکر اس لئے ہے کہ عرب اور اس کے گرد نواح میں صرف کھجور پائی جاتی ہیں۔

باب في الحمد على الطعام اذا فرغ منه

کھانے سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا چاہیے

حدثنا هناد و محمود بن غيلان قالا حدثنا ابواسامة زكريا بن ابى زائدة عن سعيد بن ابى بروة عن انس بن مالكؓ ان النبى ﷺ قال ان الله ليرضى عن العبدان ياكل الاكلة او يشرب الشربة فيحمده عليها۔

وفى الباب عن عقبة بن عامرؓ وابى سعيدؓ وعائشةؓ وابى ايوبؓ وابى هريرةؓ۔

هذا حديث حسن وقد رواه غير واحد عن زكريا بن ابى زائدة نحوة ولا نعرفه الامن زكريا بن ابى زائدة۔

ترجمہ : ہمیں ھناد اور محمود بن غیلان نے روایت کی ہے دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو اسامہ زکریا بن ابی زائدہ نے روایت کی انہوں نے سعید بن ابی بردۃ سے انہوں نے انس بن مالکؓ سے آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اس بندے سے کہ جب وہ ایک لقمہ بھی کھائے یا ایک گھونٹ پانی پیئے اور پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے شکر ادا کرے۔

اس باب میں عقبہ بن عامرؓ 'ابو سعید الخدریؓ 'حضرت عائشہؓ 'ابو ایوبؓ اور ابو ھریرہؓ سے بھی روایات مروی ہیں۔

یہ حدیث حسن ہے اور بہت سارے لوگ زکریا بن ابی زائدہ سے اس طرح کی حدیث نقل کرتے ہیں اور ہم نہیں جانتے اس حدیث کو مگر زکریا بن ابی زائدہ کی سند سے۔

تشریح: اس باب میں یہ کھانے پینے کا ایک اہم ادب بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تعریف حمد وثنا کرنا چاہیے اس لئے کہ ہر قدم پر انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات میں ڈوبا ہوتا ہے تو ہر ایک نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ نعمت کی شکر گزاری حمد باری تعالیٰ ہے کھانا بھی ایک عظیم نعمت ہے انسان اس کی وجہ سے زندہ سلامت رہتا ہے تو جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنی چاہیے اور یہ دعا پڑھنی چاہیے: الحمد لله الذی اطعمنا وسقنا و جعلنا من المسلمین اگرچہ صرف الحمدللہ کہنا بھی کافی ہے۔ نعمت کو ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے اور جب فارغ ہو جائے تو الحمدللہ پڑھے۔

قال ان الله لیرض عن العبد: اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے کہ جب کوئی بندہ ایک وقت مثلاً صبح کا ناشتہ کرے تو یہ ایک اکلہ ہوا یا دوپہر کا کھانا کھائے اور فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں یا صبح چائے پئے یا دوپہر کو چائے یا کسی اور وقت چائے یا پانی پیئے تو وہ ایک شربۃ ہے اور اس پر اللہ کی تعریف کرے تو اللہ اس پر بہت خوش ہوتا ہے۔

الاکلة:

یہ لفظ دو طرح سے پڑھا جاتا ہے الاکلة بضم الهمز، اس کا معنی لقمۃ یعنی جب ایک لقمہ کھائے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف و حمد ثنا بیان کرے۔

الاکلة:

بفتح الهمز، بروزن فعلة اس کا معنی ہے ایک بار کھانا جس میں دوپہر کا کھانا یا عشائ کا کھانا، صبح کا ناشتہ وغیرہ پیٹ بھر کر شامل ہے۔

اس لئے ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اکلۃ اس ایک بار کھانے کو کہا جاتا ہے جو پیٹ بھر کر ہو۔ یہاں الاکله بفتتح الهمزه زیادہ مناسب اور موافق ہے۔

الشربة:

اسی طرح الشربۃ میں بھی دونوں احتمال ہیں اور اس کی تفصیل بھی یہی ہے کہ بضم الشین ایک گھونٹ کو کہا جاتا ہے اور بفتح الشین ایک بار پیٹ بھر کر پینے کو کہا جاتا ہے جو یہاں مراد ہے۔

ترکیب میں دونوں اپنے عوامل کے لئے مفعول مطلق واقع ہیں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر ہر لقمے اور ہر ہر گھونٹ پر بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہے۔

فیحمده:

اگرچہ یحمد کو ان کی تقدیر کی وجہ سے منصوب پڑھا جائے گا مگر دال پر ضمہ حالت رفعی بھی جائز ہے۔

باب ماجاء علی ما کان یاکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نبی کریم ﷺ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے

حدثنا محمد بن البشار حدثنا معاذ بن ہشام حدثنی ابی عن یونس عن قتادة عن انسؓ قال ماأکل النبی ﷺ علی خوان ولا سکرجة ولاخبرله مرقق فقلت لقتادة فعلی ماکانوا یاکلون؟ قال علی هذه السفر

هذا حدیث حسن غریب قال محمد بن بشار: یونس هذا هو یونس الاسکاف وقد روی عبدالوارث عن سعید بن ابی عروبة عن قتادة عن انسؓ نحوه.

ترجمہ: ہمیں محمد بن بشار نے بیان کیا ان کو معاذ بن ھشام نے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے یونس سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے حضرت انسؓ سے آپؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میز پر نہیں کھایا نہ چھوٹی طشتری میں کھایا نہ آپؐ کے لئے چپاتی پکائی گئی۔ تو میں نے قتادہ سے کہا کہ پھر آپؐ کس چیز پر کھاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ان چمڑے کے دستر خوانوں پر۔

یہ حدیث حسن غریب ہے 'محمد بن بشار نے کہا کہ یونس سے مراد یونس الاسکاف ہے اور عبدالوارث نے روایت کی سعید بن ابی عروبۃ سے انہوں نے قتادۃ سے اور انہوں نے حضرت انسؓ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

تشریح: حضور نبی کریم ﷺ کھانا پینا کس طریقے پر فرماتے تھے۔ پہلے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ کھانا کھانے کے لئے اچھی ہیئت کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ لوگ تو کھڑے کھڑے بھی کھانا کھاتے ہیں' کرسیوں پر بیٹھ کر بھی خوراک کھاتے ہیں۔ یہ تمام طریقے تکبر اور عیاشی کے ہیں تو اسلام یہ کہتا ہے کہ وہ طریقے اختیار کرنے چاہیے کہ اس میں نعمت کی تعظیم ہو اور تعظیم منعم بھی ہو اگر جیسا کہ تم کھڑے کھڑے یا چلتے پھرتے ہوئے کھانا کھاتے ہو تو گویا تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور بے قدری کرتے ہو اس لئے تو آپ ﷺ نے یہ طریقے اختیار نہیں فرمائے۔ جو طریقے تکبر تفاخر اور کفران نعمت پر دلالت کرتے ہیں۔ یا امتلاء بطن کی حالت میں کثرت اکل کا باعث بن جاتے ہیں۔

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا معاذ (الی آخر السند) (قال ماأکل النبی علی خوان)
رسول اللہ ﷺ نے خوان پر کھانا نہیں کھایا خوان ماله قوائم صغار خوان وہ ہے جس کے چھوٹے چھوٹے پاؤں ہوں۔

جیسا کہ ہماری یہ تپائیاں ہیں یہ تپائیاں گویا دو دو بالشت اس کے پاؤں ہوتے ہیں اور اس پر خوانچہ رکھتے

ہیں پلیٹ اور طشت رکھتے ہیں ایک وہ ہوتے ہیں جو بالکل میز ہوتی ہے اور لوگ اس کے لئے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور ایک وہ جس پر عرب وغیرہ کے ملکوں کا دستور ہے کہ ایک تپائی کی طرح کی بلند چیز ہوتی ہے مربع ہوتی ہے یا گول ہوتی ہے جو تقریباً آدھا فٹ بلند ہوتی ہے اس پر خوراک کرتے ہیں۔

خوان کس زبان کا لفظ ہے ؟

خوان فارسی زبان کا لفظ ہے اور یہ اس سے معرب ہے خُوان (بالفتح) بھی اسے کہتے ہیں اور خِوان (بالکسر) بھی کہتے ہیں ابن النارس فرماتے ہیں کہ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور فارسی سے معرب ہو کر عربی بنا ہے اور بعض اہل لغت فرماتے ہیں کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے تو یہ پھر یہ خان يخون سے ہے۔ اور خیانت کا معنی ایک چیز کا ختم کرنا ہے کم کرنا یا گھٹانا ہے تو فرماتے ہیں کہ لا نه يتخون ماعليه تو خوانچہ میں جو بھی اچھے کھانے رکھے ہوئے ہوتے ہیں تو دس منٹوں کے بعد دیکھنے پر ہر چیز غائب ہو جاتی ہے خیانت اگرچہ ناجائز امور میں آتی ہے۔ لیکن مطلق ایک چیز کا گھٹانا، ختم کرنا اسے بھی خیانت کہا جاتا ہے خائن ہوا۔ کہتے ہیں کہ چیز اس نے کھائی۔ لانه يتخون ماعليه يعنى لانه ينقص ماعليه" بر سبیل لطیفہ عرض ہے کہ یہ آجکل جو خاقان (خوانین) کا لفظ ہے یہ بھی اس مادے سے لگتا ہے اس لئے کہ یہ لوگ بھی قومی اموال کے ساتھ خیانت کرتے ہیں۔

مائدہ کی تحقیق :

اسی طرح خوانچے کی جائے ایک لفظ استعمال ہوتا ہے جسے مائدہ کہا جاتا ہے۔ مائدہ بھی دستر خوان کے لئے بولا جاتا ہے۔ تو یہ ظرف ہے اس پر لوگ کھانے کھاتے ہیں مائدہ مید سے ہے اور مید کہا جاتا ہے حرکت کو مادہ يميد یعنی حرکت کرنا۔ ان تميدبكم ۔ قرآن میں یہ سب کچھ ہے یعنی ان لا تميدبكم یعنی پہاڑ ہم نے ٹھونک دیئے زمین پر تاکہ جھولے کی طرح متحرک نہ ہو تو اب مائدہ کو مائدہ کیوں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس پر حرکت ہی حرکت ہوا کرتی ہے تو جب بھی اس پر کسی کے سامنے خوراک رکھی جاتی ہے تو ہاتھ تمام کے تمام حرکت میں آجاتے ہیں۔ یہ طشت لیتے ہیں وہ لیتے ہیں یعنی تمام ہاتھ حرکت میں ہو جاتے ہیں تو حرکت اس کے ساتھ لازم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مقامات میں ہے کہ ابو زيد مكب على اعمال يديه یعنی ابو زید دونوں سے کھانا میں لگا ہوا تھا۔

ولا في سكرجة:

نہ رسول کریم ﷺ نے چھوٹے چھوٹے طشتوں اور پلیٹوں میں کھانا تناول فرمایا ہے۔ آج کل دیکھا ہو گا بڑے برتنوں میں خوراک ڈالی جاتی ہے۔ پھر اس سے لوگ چھوٹے چھوٹے برتنوں (پلیٹوں) میں ڈالتے ہیں اور یہ اب عام رواج بن چکا ہے یہ بھی مترفین کی عادت ہے۔ اور وہاں تو سادگی تھی۔ ایک بڑے کاسے میں ترکاری ڈالی

جاتی تھی اور تمام ساتھی اس کے گرد جمع ہو جاتے اور اکھٹے کھانا شروع فرماتے۔

سکرجۃ کی تحقیق :

یہ سکرجہ مضموم ہے تینوں حروف کے ساتھ بالضم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ساکن اس میں آتا ہے "فتحہ را" کے ساتھ اور ضم کے ساتھ بھی دونوں لغات موجود ہیں یہ بھی فارسی سے مشتق ہے۔ دوسرا معنی اس کا یہ ہے کہ اصل خوراک کے علاوہ آس پاس کی چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں دیگر خوار کیں ڈالی جاتی ہیں وہ جیسا کہ افغانی باشندوں عربوں وغیرہ کا یہ طریقہ ہے کہ چاول کے ساتھ چھوٹی چھوٹی پلیٹ' پیاز ٹماٹر اور سلادیں رکھی جاتی ہیں۔ اسے جوارشات اور قوابع کہتے ہیں یعنی چٹنیاں اور مربہ وغیرہ تو یہ چیزیں اشتہاء زیادہ کرتی ہیں ذائقہ اور مزہ بھی زیادہ کرتی ہیں۔

آپ کی زندگی بے تکلف تھی :

حضور کریم ﷺ یہ تکلفات نہیں فرماتے تھے' اور اتنا کچھ ہوتا بھی نہیں تھا' حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے میں دو خوراک جمع نہیں فرمائی۔ دو قسم کا سالن ایک وقت میں دستر خوان پر موجود نہ ہوتا تھا کبھی تو ایسا زمانہ بھی آیا کہ دو دو مہینوں تک گھر میں آگ تک نہ جلتی تھی اور جب کبھی ایک کھانا پک جاتا تو صرف ایک ترکاری ہوا کرتی تھی۔ اور ایک ترکاری کے لئے ایک ہی برتن ہوتا ہے۔ اور سکرجہ تو تب لایا جاتا ہے کہ مختلف انواع کی چیزیں جیسا کہ چٹنیاں مربہ اور اچار وغیرہ ہو اب بھی پشتو میں بہت سارے الفاظ ایسے ملتے ہیں تو یہ بھی فارسی سے عربی میں چلا گیا اور میرے خیال میں پشتو کا لفظ شکور بھی اس سے ملتا جلتا لگتا ہے جس میں روٹیاں چنی جاتی ہیں۔

ولا خبز له مرقق تو حضور اقدسؐ کیلئے نہیں پکتی تھی یہ چھوٹی چھوٹی نرم روٹی' رقیق رزق رقاق نرمی کے لئے بولا جاتا ہے تو وہ جب بالکل آٹا میدہ بن جائے اور چھانا جائے اور ہر قسم کا بھوسہ اس سے نکالا جائے تو اسے ہم میدہ آٹا کہتے ہیں اور ایسے جو بھوسے وغیرہ کے ساتھ ہو تو اس سے موٹی روٹی پکتی ہے۔ حضور کریمؐ کے زمانے میں یہ تکلفات بھی نہ تھے اس لئے کہ ایک طرف تو یہ اکثار اکل ہے یہ اچار یہ چٹنیاں یہ پیاز اور یہ باریک روٹیاں جب آدمی کے سامنے رکھی جاتی ہیں تو آدمی سمجھ نہیں پاتا اور بہت زیادہ کھالیتا ہے تو جو صورتیں اکثار اکل کا ذریعہ بنتی ہیں تو انجام اس کا نقصان دہ ہوتا ہے۔ تو آپؐ کیسے چنا ہوا آٹا پکاتے تھے اسلئے کہ لم یکن لھم غرابیل۔ غرابیل' چھاننے کے آلے کو کہا جاتا ہے تو غلبیل اب میری زبان پر آیا تو غلبیل بھی پشتو کا لفظ غربیل سے نکلتا ہوا لگتا ہے غربیل سے غلبیل بنا۔ پشتو عربی کے بہت قریب ہے تو یہ اسے نہیں کہتے اور غلبیل میں نے کسی اور زبان میں نہیں سنا ہے۔ اکثر حضور کریمؐ کے لئے جو کا آٹا پکتا تھا۔ مرققات رسول کریم ﷺ کیلئے نہیں پکتے تھے

حضرت یونسؒ، حضرت قتادہؒ کے شاگرد تھے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ کو کہا علی ماکانوا یاکلون حرف جار جب ما پر داخل ہو جائے تو بغیر الف کے بولا جاتا ہے اور الف کے ساتھ بھی روایت آئی ہے علی ماکان یشتمنی لیئم شرح جامی میں ہے۔ تو یہ تابعین حضرات پھر تپائیوں پر کھانا کھاتے ہوں گے۔ اس زمانے میں یہ طریقہ رائج ہوا ہو گا۔ تابعینؒ کے دور میں یہ پلیٹیں اور تکلفات وغیرہ رائج ہو چکے ہوں گے تو پوچھا گیا کہ پھر وہ بعد میں خوراک آخر کس طرح کھاتے تھے۔

قال علی هذا السفر۔ دستر خوان پھر بعد میں تیار ہوئے اب تو پلاسٹک اور کپڑے دونوں قسم کے دستر خوان کو سفرہ کہتے ہیں۔ تو اس زمانے میں صرف کھال کے دستر خوان کو سفرہ کہا جاتا تھا۔ لمبی لمبی کھالیں خشک کی جاتیں انہیں سفرہ کہا جاتا ہے۔ یہ کس سے نکلا ہے تو سفرہ سفر سے نکلا ہے۔

مسافر جب سفر پر جاتے تو ایک بیگ جیسی چیز ساتھ ہوتی۔ جس میں سفر کا سامان اور زادراہ موجود ہوتا تھا۔ مایتخذہ المسافر تزاد السفر۔ اب بھی بعض علاقوں میں لوگوں کے ساتھ کھالوں کی اس طرح کی چیز تھیلا جیسی ہوتی ہے اگر اطلاق اب عام ہے سفر کی بات اب چلی گئی اب مطلقاً دستر خوان کو بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے طلبہ میں تھوڑا تھوڑا کھانا لوگوں سے جمع کرتے اور ایک چھوٹی سی چٹائی نیچے ڈالتے۔ اکثر امام صاحب کا مصلیٰ بچھا دیتے اور مصلیٰ اکثر اوقات بالکل زرد ہو جاتا۔

اکوڑہ والوں کا ابتدائی تعاون:

ابتدا میں اکوڑہ خٹک کے لوگوں نے طلباً کے ساتھ بہت زیادہ تعاون کیا تھا اکوڑہ خٹک کے باسیوں نے حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ محبت اور تعاون کیا ہے دس دس، بیس بیس، طلباً ہر مسجد میں موجود ہوتے تھے اور تین چار سو طلباً ہوتے تھے۔ لیکن بعد میں لوگوں کی دلچسپی طلبہ سے کم ہو گئی کہ وہ مسجد کے رہن سہن کے آداب کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ سال کے آخر میں مولانا صاحبؒ سے شکایتیں کرتے تھے اور مسجد کا مصلیٰ لاتے تھے۔ اور اسے ایک کیل کے سہارے لٹکاتے اور اس میں روٹیاں تمام کی تمام ڈال دیا کرتے تھے۔ تو ان عادات پر لوگ شکایت کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم مسجد میں طالبان کو نہیں چھوڑتے مولانا صاحبؒ ان سے منت سماجت فرماتے اور لوگوں کو سمجھاتے اور روزانہ طلباً کو بھی طرح طرح کی نصیحتیں فرماتے۔ عصر کی نماز دارالعلوم میں حضرت مولانا صاحب خود پڑھاتے تھے۔ اور پھر طلباً کو نصیحتیں فرماتے اصل مرکز تو وہ مسجد قدیم تھی۔ دس، پندرہ منٹ نماز کے بعد پوری تربیتی باتیں ہوتی تھیں۔ بہر حال اسے سفرہ کہا جاتا ہے حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں یہ تکلفات نہ ہوا کرتی تھیں ایک گول لمبا دستر خوان ہوا کرتا تھا اور اس پر تمام کے تمام حضرات تشریف رکھتے تھے روٹی رکھی جاتی تھی اور ایک بڑا پیالہ آتا۔

اکابرین کی سادگی اور اتباع سنت :

یہ طریقے ہمارے اکابرین حضرات کی زندگی میں ہو تا ہم سب کے شیخ الشیخ حضرت مولانا حسین احمد مدنی ہر معاملہ میں احیا سنت کی انتہائی کوشش فرمانے میں انتہاء تک پہنچ چکے تھے کوئی بھی عنوان طریقہ نہیں چھوڑتے۔ اس زمانے میں آپ بر صغیر کے بہت بڑے لیڈر 'سیاستدان 'بڑے مجاہد اور اعلیٰ درجے کے مدرس' عالم دین تھے تمام خوبیاں آپ میں جمع تھیں دنیا کے بڑے بڑے لوگ آپ کے دستر خوان پر آتے' وزرا بھی ہوتے تھے حتی کہ ہندو اور سکھ بھی آتے اور ان کی عظمت اخلاق ہی تھی کہ آپ ان سے کراہت محسوس نہیں کرتے تھے ایسے بھی حالات سامنے آئے کہ ریل گاڑی میں بیٹھے ہیں عام درجے کے ڈبے میں سفر کرتے ہیں۔ گاڑی میں سکھ بھی ہیں اور ہندو بھی۔ ایک ہندو ساتھ میں بیٹھے تھے کھڑے ہو گئے 'لیٹرین گئے تو فوراً واپس آئے اور ناک بھوں چڑھائی 'دوبارہ آئے اور بیٹھ گئے تو حضرت مدنی صاحب ؒ سمجھ گئے کہ ضرور کچھ ہے لہذا آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور لیٹرین کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ وہ غلاظت سے بھرا پڑا ہے تو حضرت مدنی صاحب سمجھ گئے۔ سگریٹ کی ڈبیاں جمع کیں اور ان پر پانی بہایا اور بہت مشکل سے اور تکلیف کے ساتھ اس لیٹرین کو صاف کیا۔

یہ تمہارے اکابرین حضرات رحمہم اللہ اجمعین کے حالات ہیں۔ انسانیت بدرجہ اتم ان میں موجود تھی پھر اسی آدمی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ کیا آپکو اندر کچھ تکلیف محسوس ہوئی تو اس نے کہا کہ لیٹرین گندی ہے تو حضرت مدنی ؒ نے اس سے کہا کہ نہیں وہ تو اندر سے صاف ہے۔ بہر حال ان کے دستر خوان پر تمام مذاہب کے لوگ جمع ہوتے تھے ان کے اخلاق عظیم تھے۔ ایک بڑا دستر خوان جو اتباع سنت میں کھال کا تھا بچھایا گیا ہوتا اور ہر قسم کے لوگ اس سے سیر ہوتے۔ اور وہاں ایک دستر خوان پر خوراک کھاتے تقریباً سوا ایک سو بیس آدمی اس دستر خوان پر مہمان بن کر جمع ہوتے تھے دیوبند میں ان کے مطعم پر بالکل اسی طرح کا طریقہ رائج تھا اور بڑے بڑے پیالے لائے جاتے اور اس میں تمام کے تمام شریک ہوتے اور تمام ایک جگہ پر خوراک کھاتے۔

جب ایک آدمی اگر تھوڑا سا گنہگار ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ کیسا بندہ ہے داڑھی منڈھائی ہے۔ لڑکو! اسے پرے ہٹاؤ یہ خبیث ہے اپنے سے اس کو ہم الگ تھلگ کر لیتے ہیں۔ یہ اسلام اور مذہب کا وطیرہ نہیں اور نہ ہی اخلاق عظیم ہے اور نہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا انداز ہے حضور کریم ﷺ نے تو عیسائیوں کے بھی ہاتھ دھلوائے ہیں جب وہ مسجد میں آتے۔ لہذا تم بھی اتباع سنت میں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلو اور کھانا پینا' رہن سہن سب کچھ آپ ﷺ کے طریقے پر کرو۔